حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کا مسلک

کبھی کسی صحابی نے نبی علیہ السلام کی طرف غلط بات منسوب نہیں کی

دارالخلافہ کی مدینہ منورہ سے منتقلی، شام کی فضیلت ہمیشہ کے لیے ہے، عرب کے چار داناء

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 46 سائیڈ A 1985 - 04 - 19)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ سب ہی کی تعظیم کی جائے۔ جو صحابہ کرامؓ میں آپس میں نزاعات ہوئے جھگڑے ہوئے اُن کی وجہ سے کسی صحابی کی توہین جائز نہیں ہے۔ اس میں یہ ہی کہا جائے گا کہ وہ جانیں اور اللہ تعالیٰ جانیں۔

کسی صحابی نے نبی علیہ السلام کی طرف کبھی غلط بات منسوب نہیں کی۔

اور ایک بات جو تجربات سے ثابت ہے اور ہمیشہ اُسے جانچا جاتا رہا ہے اس کے بعد اسے تسلیم کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک صحابی نے بھی کبھی جناب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں غلط بات نہیں نقل کی۔ تو اِس واسطے صحابہ کرام کی بات جو وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتلا دیں وہ سب کی سب حدیث شمار ہوتی ہیں اور اِس میں کسی صحابی پر تنقید نہیں کی جا سکتی۔

مثال سے وضاحت :

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے، وہ فرما رہے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ یہ فضیلت کی چیزیں ''شام'' میں ہوں گی، وہ بتلائیں اور پھر فرمایا کہ یہ مالک ابن یخامر رؓ بیٹھے ہیں یہ یہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ کہ جو غالب رہیں گے باطل پر، یہ شام میں ہوں گے'' **وهم بالشام**'' یہ کہہ رہے ہیں یعنی میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے جتنا سُنا وہ تو یہ ہے، اور یہ بیٹھے ہیں یہ یہ کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے یہ بھی سُنا ہے کہ وہ لوگ شام میں ہوں گے۔

''شام'' کے فضائل :

تو شام کی فضیلتیں تو آئی ہیں کہ مَنَابِرَمِنْ نُوْرٍ نور کے منابر یعنی منبر ادھر منتقل کیے گئے۔ ایک یہ بھی آتا ہے کہ چالیس ابدال ہوں گے وہاں رہیں گے شام میں، تو اہلُ اللہ کی ایک جماعت شام میں ہمیشہ ہی رہتی رہی ہے بلکہ وہ علمی مرکز بھی رہا ہے۔ ایک مقام ہے جہاں سے انھوں نے جو آج کل ہیں حافظ الاسد (سابق صدر شام) یہ شیعہ ہے، اُس خدا کے بندے نے وہاں ''حُمَا'' کو خوب برباد کیا ہے وہاں سے لوگوں کو نکال دیا ہے، علماء کو نکال دیا ہے وہ خلاف تھے اِن کے۔ بہرحال وہ لوگ بیچارے اِدھر اُدھر آئے ہوئے ہیں کچھ عراق میں ہیں کچھ سعودی عرب میں، کچھ سرحد پر ہیں سعودی عرب کی، وہ وہاں پڑے ہوئے ہیں آکر تو ''حُمَا'' ایک علمی مقام رہا ہے وہاں پر۔ دمشق میں ''کتب خانہ ظاہریہ'' ہے وہ بہت بڑا کتب خانہ ہے اور وہاں اہلُ اللہ ایسے کہ جن کے چہرہ تک سے آثارِ خشوع وخضوع ظاہر ہوتے ہیں، رہتے بھی تھے اور ہیں بھی، اب بھی ہیں باوجود اس کے کہ وہاں شیعہ حکومت ہے لیکن ایسے اہلُ اللہ موجود ہیں۔ تو شام کے علاقہ کی فضیلت جو آئی ہے تو اُس کے آثار نمایاں طور پر محسوس کیے جاتے ہیں، پائے جاتے ہیں وہاں پر۔

دارُالخلافہ کی مدینہ منورہ سے منتقلی :

آپ کو معلوم ہے کہ مدینہ منورہ میں تو خلافت رہی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور تک۔ اُن کی شہادت کے بعد مدینہ منورہ دارالخلافہ نہیں رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگی اعتبار سے کوفہ کو منتخب کیا۔ پہلے سے وہ چھاؤنی تھا بہت بڑی، اس کو منتخب کیا انھوں نے جنگی نقطہ نظر سے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں تھے پہلے

ہی سے۔ جب ان کا دورِ خلافت آیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہوگئی تو بھی وہ مدینہ شریف نہیں آئے۔ انھوں نے دارالخلافہ اپنا دمشق میں رکھا شام میں رکھا، اُن کا دور ختم ہوگیا جو صرف ایک صدی رہا یا اِس سے بھی کم، ایک صدی سے بھی کم بنواُمیّہ کا دور رہا۔ اس درمیان میں بنواُمیّہ کی پوری دُنیا سے حکومت ختم بھی ہوگئی تھی، یزید کے انتقال کے بعد پوری دُنیا سے ان کی حکومت ختم ہوگئی۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت ہوگئی ہر جگہ، حتی کہ شام میں بھی اور بنواُمیّہ صرف فلسطین میں رہ گئے۔ پھر یہ دوبارہ بڑھے ہیں اور عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف نے دوبارہ حکومت قائم کی ہے، وہ ۷۰ھ کے قریب جا کر قائم کی ہے اور دوسری صدی کے ربع اوّل میں ہی انھیں زوال ہوگیا اور اِن کی جگہ پھر بنوعباس آنے شروع ہوگئے، تو یہ تقریباً سو سال سے بھی کم عرصہ بنتا ہے جو بنواُمیّہ کا دورِ حکومت رہا ہے۔ جب بنوعباس آئے تو اُنھوں نے دارالخلافہ کوفہ تو نہیں بنایا البتہ عراق ہی کا ایک اور شہر ایک اور علاقہ پسند کر کے وہاں بنالیا یعنی بغداد کو انھوں نے دارالخلافہ بنایا۔ وہ مُدتوں چلتا رہا گویا مدینہ منورہ میں پھر خلافت یا جسے کہا جائے دارالخلافہ مدینہ منورہ کو بنایا جائے ایسا کبھی نہیں ہوا، اُس دور کے بعد سے اب تک بھی نہیں ہوا، آج کل بھی ریاض ہے۔ اُن کے زمانے کے بعد جو لمبا دور اور گزرا ہے وہ سلطنتِ عثمانیہ ترکیہ کا گزرا ہے، وہ ترکی میں تھا دارالخلافہ۔

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو صحابی اُن کے قریب بیٹھے تھے انھوں نے بتایا کہ یہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ شام میں ہیں، تو شام میں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اگر مراد لی جائے تو وہ تو بہت تھوڑے دنوں کے لیے تھی اور اُن کی وفات کے بعد پھر یزید کی حکومت جب ہوئی تو حکومت ہی ختم ہوگئی تھی پھر دوبارہ مروان نے چھ مہینے حکومت کی ہے شام اور مصر پر۔ اس کے بعد اُس کا انتقال ہوگیا تھا تو بیٹا عبدالملک آگیا، عبدالملک بن مروان نے دوبارہ حکومت قائم کی ہے اپنی۔ یہ سلسلہ اُن کا چلتا رہا اس طریقہ پر حتی کہ یہ بنوعباس آئے اور بنواُمیّہ بالکل ختم ہوگئے۔

''شام'' کی فضیلت ہمیشہ کے لیے ہے :

تو شام کی فضیلت جو ہے وہ موقوف نہیں ہے حضرت معاویہؓ یا بنواُمیہ کی حکومت پر، بلکہ وہ فضیلت ایسی ہے کہ وہ آج بھی چل رہی ہے اور آج وہاں حکومت شیعہ کی ہے باطنی فرقہ کا شیعہ ہے لیکن وہ برکات قائم ہیں وہاں اور اس طرح کے لوگ جو اہلُ اللہ ہوں وہ پائے جاتے ہیں وہاں پر۔

حضرت معاویہؓ کے لیے نبی علیہ السلام کی دعا :

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آقائے نامدار ﷺ نے ایک دُعا دی اور وہ جو دُعا اُن کے لیے فرمائی اُس کے کلمات یہ ہیں اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَّاهْدِ بِهٖ اللہ تعالیٰ تو اِن کو هَادِيْ بنا ہدایت دینے والا، مَهْدِيْ ہدایت پر قائم رہنے والا، وَاهْدِ بِهٖ اور ان کے ذریعے سے ہدایت دے بھی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی ہدایت دے رہا ہو لیکن پھیل نہ رہی ہو ہدایت، آگے ثمرات مرتب نہ ہورہے ہوں اس کے۔ وہ تو کام کررہا ہے، ہدایت کی تلقین کر رہا ہے، وعظ کہہ رہا ہے لیکن آگے ماننے والے نہیں مانتے یہ بات بھی نہ ہو، بلکہ وَاهْدِ بِهٖ ان کے ذریعے سے اُن لوگوں کو ہدایت بھی دے۔

حضرت عمروؓ بن عاص کی شخصیت اور عرب کے چار داناء :

اسی طرح سے دوسری شخصیت ہے حضرت عمروؓ بن العاص کی جو نہایت ہوشیار لوگوں میں ہیں، اپنے دور میں یہ بڑے بڑے حضرات شمار ہوئے ہیں اِن کو کہا جاتا تھا دُھَاةِ عَرَبْ یعنی عرب کے نہایت اہم لوگ۔ نہایت اہم لوگوں میں ایک حضرت عمرو بن العاص، ایک حضرت قیس بن عبادہ، ایک مغیرہ بن شعبہ، ایک حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہم) یہ چار آدمی جو ہیں یہ اپنے دور میں پورے عرب سارے عربوں میں سب سے زیادہ ذہین کامیاب تدبیر کرنے والے حضرات شمار ہوئے ہیں۔ تو آقائے نامدار ﷺ نے حضرت عمروؓ بن العاص کے بارے میں فرمایا ہے اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُوبْنُ الْعَاصِ لوگوں نے تو اسلام قبول کیا ہے اور عمروؓ بن العاص نے ایمان قبول کیا ہے۔ اَسْلَمَ کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ اس وجہ سے اسلام میں داخل ہو گئے کہ جان اور مال کا تحفظ ہے اور جانی اور مالی نفع ہے۔ یہ بھی اسلام کے معنی میں داخل ہے لیکن حضرت عمروؓ بن العاص کا جو ایمان ہے وہ اس طرح کا نہیں بلکہ وہ تو پختگی کے ساتھ ہے، خوف سے اور کسی بھی قسم کے لالچ سے وہ ہٹا ہوا ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص کے حبشہ جانے کی وجہ :

تو اس میں واقعہ اُن کا آتا ہے کہ وہ گئے تھے اصل میں حبشہ کے بادشاہ کے پاس اور اس لیے تحائف بھی لے گئے تھے بہت سارے کہ مکہ والوں نے انھیں نمائندہ بنا کر بھیجا تھا کہ یہ لوگ جو مسلمان ہو کر چلے گئے ہیں حبشہ میں اُن کو واپس لاؤ۔ وہاں جا کر یہ چین سے ہو گئے اور تبلیغ بھی کر رہے ہیں تو ان کو واپس لاؤ یہ اُن کی شرارت

تھی کہ دنیا میں کسی بھی جگہ چین سے نہ رہنے دیں مسلمانوں کو۔ اگر یہ پتا چل جائے مسلمانوں کو اور اُن لوگوں کو جو اسلام قبول کر رہے ہیں کہ ہم دُنیا میں چین سے کہیں رہ سکتے ہیں تو پھر لوگ مسلمان ہوتے چلے جائیں گے اور وہاں پہنچتے رہیں گے اور ایک طاقت بن جائے گی اُن کی، تو مکہ والوں نے یہ تجویز کی کہ کچھ تحائف ہدایا بادشاہ وزیروں اور دوسرے درباریوں کے لائق مہیا کرو چنانچہ آپس میں انھوں نے یہ طے کر کے روپیہ اکٹھا کر کے ایسے تحائف مہیا کیے۔ انہوں نے وہاں پہلے تقرب حاصل کیا وزیروں سے پھر وزیروں کے ذریعے بادشاہ سے ملاقات ہوگئی بادشاہ کو تحائف پیش کیے۔ ایک دن بادشاہ کو بہت خوش دیکھا تو پھر انھوں نے سجدہ کیا بادشاہ کو بہت لمبا۔ بادشاہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ کیا چاہتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ لوگ جو ہمارے یہاں سے آگئے ہیں ان کو آپ واپس بھیج دیں۔ تو اِن کی مخالفت پہلے بھی ہو چکی تھی کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نہیں مانتے، خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ تو یہ شکایت کی۔

حبشہ کے بادشاہ سے حضرت جعفرؓ کی گفتگو :

بادشاہ نے بلوایا، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی اور جو کچھ اسلام نے بتلایا ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام صدیقہ تھیں، اللہ کی مقرب بندی تھیں، اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور وہ خود خدا کے بیٹے نہیں، اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ تو یہ انھوں نے آیت پڑھ دی سورۂ مریم کی آیت اور اس کا ترجمہ اور ترجمان کے ذریعے سے اُس تک بات پہنچی۔

بادشاہ کا ردِعمل :

اُس نے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے صحیح مذہب جو ہمارا ہے وہ یہی بتاتا ہے اور پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کو وزیروں نے کہا کہ تو کیوں مسلمان ہوا ہے؟ اُس نے وزیروں سے کہا کہ تم نے مجھے بادشاہ تھوڑا ہی بنایا ہے، وہ تو خدا نے مجھے بنایا ہے بادشاہ، تم تو مجھے بیچ آئے تھے۔

بادشاہ کا عجیب قصہ :

تو ہوا یہ تھا کہ یہ اپنے باپ کا اکلوتا لڑکا تھا اور اِس کے گیارہ چچازاد بھائی تھے تو لوگوں نے جب اس کے والد کا انتقال ہوا تو اس کے چچا کو حاکم بنا دیا، اِس کو نہ بنایا۔ اور اس خیال سے کہ اس کے گیارہ لڑکے ہیں آگے کو

نسل چلتی رہے گی۔ یہ اکیلا ہے باپ کا، اس کی آگے کو نسل نہیں چلے گی۔ وہی شاہی خاندان والا سلسلہ جو ہوتا ہے اور آج بھی ہے، یہ نہیں کہ پہلے تھا، ہے اب بھی، مگر اب ذرا بے جان جیسے ہو گیا مگر جہاں ہے وہاں ہے۔ برطانیہ میں ہے وہ اتنا ترقی یافتہ ملک رہا ہے کہ سورج نہیں ڈوبتا تھا اُس کی سلطنت میں، وہاں یہ سلسلہ ہے، جاپان میں ہے اور دیگر جگہوں پر ہے۔ تو اس میں یہ صورت ہوئی کہ اُس کو انھوں نے یہ سوچا کہ اس کو کسی طرح ہٹا دیا جائے، چچا اُس کا جو تھا وہ ہو گیا حاکم لیکن خدا کی قدرت وہ گیارہ کے گیارہ لڑکے نالائق اور یہ پھر لائق اور چچا کو بیٹے سے زیادہ اِس سے محبت ہو گئی تو انھوں نے (یعنی درباریوں نے) یہ سوچا کہ جب مرے گا چچا تو بیٹوں کے بجائے اسے بنا دے گا۔ لہٰذا اِس کو تم یہ کرو کہ پکڑ کے اغوا کر کے بیچ دو، تو عرب کی طرف سے اور ملکوں سے جاتے تھے وہاں سے خریدنے کے لیے آدمیوں کو اور غلام بنا کر لے آتے تھے تو اس کو اغوا کیا اراکینِ دولت نے سلطنت کے وزراء نے، اور لے گئے اور لے جا کر بیچ دیا۔ جب اِسے بیچ دیا تو اُدھر بادشاہ پر بجلی گری اور اُس کا انتقال ہو گیا۔ اب فوراً کون آدمی ایسا ہو سکتا تھا کہ جسے بادشاہت کے لیے بیٹھا دیا جائے اور وہ سنبھال لے۔ وہ سوائے اس کے کوئی اور آدمی تھا ہی نہیں، چنانچہ فوراً دوڑائے لوگ حالانکہ اس کو بیچ چکے تھے اور پکڑا سپاہیوں نے اور لے آئے اور لا کر حکومت پر بیٹھا دیا، مجبور ہوئے وہ لوگ۔ پھر وہ آدمی آیا اور اس نے آ کر کہا کہ جناب آپ تو بادشاہ ہیں مجھے اپنی قیمت تو دے دیجئے جتنے میں میں نے آپ کو خریدا تھا، پھر اس نے اپنی قیمت دی ہے اُس کو۔

تو وہ کہتا ہے کہ تم نے مجھے بادشاہ نہیں بنایا، بادشاہ تو مجھے خدا نے بنایا ہے، تم تو مجھے بیچ آئے تھے۔ پھر بہرحال بادشاہ رہا یہ، اور کوئی نقصان اِسے نہیں پہنچا۔ اسلام پر پختہ طرح قائم رہا جب اس کی وفات ہوئی ہے تو جناب رسول اللہ ﷺ کو جبرئیل علیہ السلام نے اطلاع دی تھی اور آپ نے اِن کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ ان کا نام تھا اَصْحَمَہْ اور نجاشی حبشہ کے ہر بادشاہ کو کہتے ہیں، تو اب اِن کو زیارت تو نہیں ہوئی رسول اللہ ﷺ کی یہ تو جعفر طیارؓ اور اُس وفد کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔

حضرت عمروؓ بن العاص کا اسلام لانا :

تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات کی تو پھر بادشاہ کو غصہ آیا اور بادشاہ نے اپنے منہ پر چپت مارا بہت زور سے، تو بادشاہ کی ایسی زبردست حرکت سے تو وہ سارے گھبرا جاتے تھے۔ اُن کے تو حواس خراب ہو گئے، عمرو ابن العاصؓ کے بھی حواس خراب ہو گئے کہ بات کیا ہوئی ہے؟ اُس نے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو

کہتے ہو جو ایسے نیک ہیں یہ ہیں وہ ہیں کہ میں ان کو اپنے ملک سے نکال دوں یہ تو نہیں ہو سکتا۔ ان کے تو عقائد بھی صحیح ہیں باتیں بھی صحیح ہیں۔ تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا پھر مجھے بھی آپ مسلمان کر لیجیے یہ اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ بادشاہ کے ہاتھ پر گویا کہ دل سے مسلمان ہوئے کہ جب یہ بادشاہ دوسرے علاقہ کا دوسرے مذہب کا ماننے والا وہ مسلمان ہو چکا ہے وہ صحیح بات تسلیم کر چکا ہے تو یقیناً یہ صحیح ہے تو مسلمان ہو گئے، پھر آ گئے پھر مسلمان ہی رہے، پھر یہ آ گئے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ تو آقائے نامدار ﷺ نے اِن کی تعریف کی ہے اور ارشاد فرمایا اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُوبْنُ الْعَاصِ اور ایسی مثال دوسری کوئی نہیں ہے کہ صحابی کسی تابعی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہو سوائے عمرو ابن العاصؓ کے کہ یہ ایسے ہیں، ان کا جو اسلام ہے وہ تابعی کے ہاتھ پر ہے اور خود صحابی ہیں، تو آقائے نامدار ﷺ نے اِن کی تعریف کی ہے۔ اب یہ حضرات وہ ہیں کہ جن کے نام جھگڑوں میں نزاعات میں آتے ہیں تو ان کی طرف کوئی بد دلی یا بدگمانی ذہنوں میں نہیں آنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں سب صحابہ کرامؓ کی تعظیم کی توفیق دے اور آخرت میں اِن کا ساتھ عطا فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعا......................